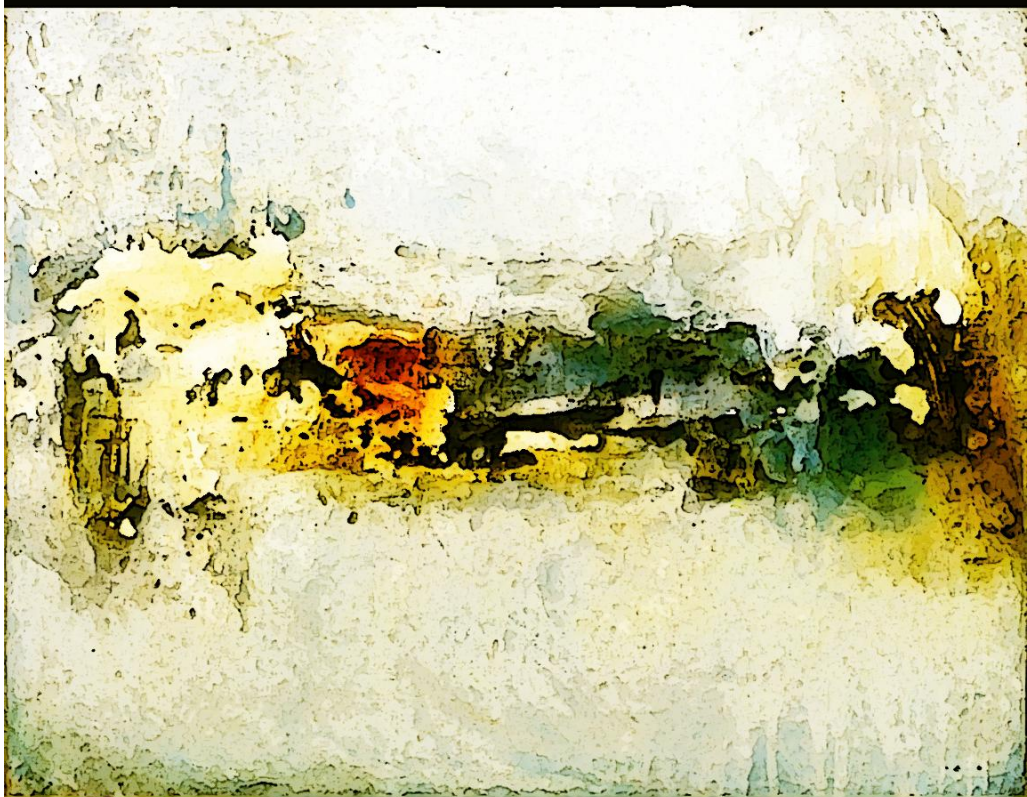


الہادی



امبر اشفاق

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

[www.pakistanipoint.com](http://www.pakistanipoint.com)

# الہادی

امبر اشفاق



مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

[www.pakistanipoint.com](http://www.pakistanipoint.com)

# الہادی

## کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم



پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز بالکل مفت ہیں۔ اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تاکہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔ اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے، سپر موڈز: صبا گل، تنلی، ٹیم لیڈر: ایم وائے صائم، میمنجنت: حبیب یاد قار سے رابطہ کریں، شکریہ

























تھا کیونکہ سبرین اس سے پچھلے مقابلے میں بیمار تھی اور وہ اس دن غیر حاضر تھی۔ لیکن آج چاہتے ہوئے بھی در شہوار اپنی حالت کو قابو میں نہیں کر پار ہی تھی۔ آخر تقریر ختم ہوئی اور ہال بھر پور تالیوں سے گونج اٹھا۔ در شہوار اپنی نشست پہ آکر بیٹھ گئی۔ اب سبرین کو تقریر کے لیے بلایا گیا۔ اس کے چہرے پہ تو نقاب تھا لیکن بظاہر معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مطمئن ہی ہے۔ کیونکہ اس کو یقین تھا کہ ہار جیت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ خیر اس نے تقریر شروع کی۔ ایسی پر اثر کہ جوں وہ سانس لینے کو بھی رکتی تو سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھتا۔ سبرین کا انداز واقعی قابل تعریف تھا۔ تقریر کر کے وہ بھی نشست پہ آکر بیٹھ گئی۔ جب کہ دوسری طرف در شہوار کی حالت عجیب ہو رہی تھی اسے اپنی ہار صاف نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔

"السلام علیکم سڈونٹس۔۔ کیسے ہیں سب؟ آج کا مقابلہ واقعی بہت خوب رہا۔ لیکن اب اعلان کا وقت آن پہنچا ہے کہ پوزیشن لینے والی طالبہ کون ہے۔" پرنسپل صاحب ڈانس پہ موجود تھے اور اب فیصلہ ہونے کو تھا۔ در شہوار بہت گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔ عبور اور میشل اسے تسلی دینے کی ناکام کوششوں میں مصروف تھیں۔۔۔۔۔ "آج کے اس مقابلے میں پہلی پوزیشن لی ہے۔۔۔۔۔ پرنسپل صاحب کہتے کہتے رک گئے اور پورے ہال پہ ایک نگاہ ڈالی۔ اس قدر گہری خاموشی جیسے سب کو سانپ سو نگھ گیا ہو۔ پرنسپل صاحب اپنے چشمے







خبر نہ ہوئی کب بے جی اس کے کمرے میں آئیں تھیں اور اسے اس حال میں دیکھ کر بابا کا اطلاع کر آئیں۔۔ اس کی آنکھ تب کھلی جب ڈاکٹر کی آواز کانوں میں پڑی۔ "یہ اب بہتر ہیں۔ آپ ان کو لے جاسکتے ہیں۔" اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ہسپتال میں بستر پہ پایا اور بابا اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "کیسی طبیعت ہے بیٹی؟" بابا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ بھلا کب اپنی در شہوار کو اس حالت میں دیکھ سکتے تھے۔ "میں ٹھیک ہوں بابا" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ طبیعت کچھ بہتر تھی لیکن ڈاکٹر نے دودن آرام کا کہا تھا۔ اگلے دودن وہ کالج سے غیر حاضر رہی تھی۔ جب طبیعت سنبھلی تو کالج گئی تھی۔ مگر وہ شرمندہ سی ضرور تھی۔ سبرین کو تو سب سے ہی خیر خواہی تھی مگر در شہوار کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ سبرین کی دعاؤں کا ایک خاص حصہ رہی تھی۔ اور یہ دودن سبرین نے کس قدر تڑپ کر اس کی صحت کے کیے دعائیں کی تھیں۔ "السلام علیکم در شہوار، کیسی طبیعت ہے اب تمہاری؟" در شہوار کے کلاس میں داخل ہوتے ہی سبرین قریب دوڑتی ہوئی آئی تھی۔ "میں جو بھی ہوں تمہیں میرا حال پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ میرے بارے میں اتنا فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔" وہ غصے سے آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "مجھے یقین ہے تم ضرور بد لوگی اور شاید وہ وقت قریب آگیا ہے۔" سبرین نے دل میں سوچا اور دھیرے سے مسکرا دی۔ اس کی سال بھر کی کوششوں سے کافی









ہوں۔ میں یہاں ہی موجود ہوں۔ الشافی ہسپتال کے شعبہ امراض قلب میں ہوں۔ آپ یہاں آ سکو تو آ جاؤ۔" انہوں نے اسے تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "جی جی انکل میں ابھی آرہی ہوں۔ میرے بابا کو کچھ نہیں ہونا چاہیے" وہ تکلیف میں تھی کیونکہ دنیا میں ایک اس کے بابا ہی تھے جن میں اس کی جان تھی۔ "جی بیٹا آپ دعا کریں۔" اتنا کہ کرفون بند کر دیا گیا۔ اس نے ڈرائیور کو الشافی ہسپتال کی طرف جانے کو کہا۔۔۔ قریب پندرہ منٹ بعد ٹیکسی ہسپتال کے باہر تھی۔ اس نے ٹیکسی والے کو کرایہ پکڑایا اور انتہائی تیزی سے اندر کو بڑھی۔ یہ پندرہ منٹ اس کی زندگی کے تکلیف دہ لمحات تھے اس کے بس میں ہوتا تو اوڑکے پہنچ جاتی۔ لیکن ابھی مزید تکلیف دیکھنا باقی تھا۔۔۔۔۔ "انکل۔۔ کہاں ہیں میرے بابا؟؟" وہ گھبرائی ہوئی تھی۔ "بیٹا وہ اندر ہیں ابھی ڈاکٹر زکچھ بھی نہیں بتا رہے۔ آپ بس دعا کرو۔" تسنیم رضوی صاحب نے اسے بتایا۔ وہ مزید کچھ پوچھ نہ سکی اور ایک کرسی پہ نڈھال سی ہو کر گر گئی۔ آنکھوں سے مسلسل آنسو رواں تھے۔ اسی حالت میں اس نے دعا کو ہاتھ اٹھا دیے۔ "یا اللہ۔ اے میرے رب۔۔ تجھے معلوم ہے نامیرا بابا کے سوا کوئی نہیں ہے۔ میں بابا کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔ میں بہت بری ہوں یا اللہ۔ بہت گناہگار۔۔۔ لیکن تیری بندی ہوں۔۔ میں نے سبرین کے ساتھ بہت برا کیا۔۔ شاید اس کی آہ مجھے لگ گئی ہے۔۔ تجھے پتا ہے نایا اللہ مجھے بابا سے بہت محبت ہے۔۔ اس لیے شاید میرے گناہوں کی یہ سزا ملی







الفاظ اس کے لیے قیامت خیز تھے۔ اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا۔۔۔ وہ شدت غم سے زمین پہ گر گئی تھی۔ زبان الفاظ ادا کرنے سے قاصر تھی۔ یہ غم گویا اس پہ پہاڑ ٹوٹنے کے مترادف تھا۔ اس سے رویا بھی نہ گیا۔۔۔۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔ تسنیم رضوی کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔" در شہوار۔۔۔ میری بچی۔۔۔ خود کو سنبھالو۔ اللہ کو یہ ہی منظور تھا۔ آپ تو بہت بہادر ہو۔ اٹھو بچے۔" در شہوار کو تسلی دیتے ہوئے خود ان کی اپنی آنکھوں سے بھی آنسو روا تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اچانک تیزی سے اٹھی تھی اور دوڑتی ہوئی اس کمرے کی جانب گئی جہاں اس کے بابا کی میت کو ڈاکٹر نے منتقل کیا تھا۔ "بابا۔۔۔ آنکھیں کھولیں۔ آپ یوں اپنی در شہوار کو کیسے اکیلا چھوڑ کر جاسکتے ہیں۔۔۔ آپ کو پتا تھا نامیرا آپ کے سوا بھری دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اٹھیں بابا۔۔۔ آپ تو میری آنکھ میں ایک آنسو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آج دیکھیں میں تڑپ رہی ہوں آپ کیوں نہیں مجھے سینے سے لگاتے۔ بابا۔۔۔۔۔۔۔۔ اٹھیں۔ بابا۔۔۔" اس نے سر ان کے سینے پہ رکھ دیا تھا۔۔۔ در شہوار کے بابا اسے روتا چھوڑ گئے

تسنیم رضوی صاحب نے افضال طاہر کے گھر فون کر کے ان کے انتقال کی اطلاع دے دی اور انہوں نے ہی سارے انتظامات کیے تھے۔ بی جی کی حالت بھی بہت بری تھی مگر در شہوار کا دکھ تو بیان سے باہر تھا۔ اس کو تسنیم صاحب ہی گھر لے کر گئے تھے۔ اس کی حالت آج





در شہوار اس دیکھ کر حیرت زدہ تھی۔ "ہاں میں ہوں شہری۔۔ کیسی طبیعت ہے تمہاری؟؟"

سبرین نے پہلی بار اسے شہری بلایا تھا۔ یہ نام بس اس کی سہیلیوں عبر و اور میثال کے لیے ہی خاص تھا۔ در شہوار نے میثال کی جانب دیکھا تو اس نے اسے بتایا۔ "شہری یہ ہی تمہاری صحت کے لیے تڑپنے والی تمہاری ہدایت کی دعا کرنے والی اور دو دن سے یہاں تمہاری تیمارداری کرنے والی سبرین ہے۔۔" در شہوار نے خاموش نگاہوں سے سبرین کو دیکھا تو وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس کے گلے لگ گئی۔۔ سبرین کی توجہ اور خیال سے در شہوار کی حالت کافی بہتر ہو گئی اور وہ اس کو گھر چھوڑ کر گئی۔ سبرین کے حسن خلق نے در شہوار کو جھکا دیا تھا۔۔ مگر اب در شہوار کو اس گھر کے در و دیوار سے بابا کی خوشبو آتی تھی اور اس کے کانوں میں ان کی ہی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔۔ در شہوار بیٹا۔۔ آجاؤ کھانا تیار ہے۔۔۔ "بیٹی چلو آج کہیں باہر چلتے ہیں۔۔ در شہوار جلدی تیار ہو جاؤ میری جان مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے۔۔۔" اب اس کا اس گھر میں رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔۔ وہ ساری رات سو نہیں پاتی تھی۔۔۔ ساری رات وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی باہر دیکھا کرتی تھی۔ بے خوبصورت بال شانوں پہ پھیلائے وہ خاموش کھڑی رہتی۔۔۔

"در شہوار بیٹا کھانا کھا لو۔۔" بی بی جی نے دھیرے سے اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اسے سوچوں میں گم بیٹھا دیکھ کر کہا۔ "بی بی جی۔۔ آپ کھا لیجئے۔ میرا بالکل دل نہیں چاہ رہا۔" وہ









جی۔۔ میرا دل اب اس گھر میں نہیں لگتا۔ اتنے بڑے گھر سے مجھے خوف آتا ہے۔ اس کے درودیوار سے بابا کی مہک آتی ہے۔۔ ان کی آوازیں مجھے ساری رات سونے نہیں دیتیں۔ میں چاہ رہی ہوں کہ انکل تسنیم رضوی سے کہ کر یہ گھر بیچ دوں اور کوئی چھوٹا سا گھر لے لوں جہاں میں اور آپ رہ سکیں۔۔۔" بیٹی بات تو تمہاری درست ہے۔ مجھے خود یہاں صاحب کی بو آتی ہے لیکن تم تو ان کا لخت جگر تھی۔۔ کیسے محسوس نہ کرو گی۔۔ تم کل تسنیم رضوی سے بات کر لینا بلکہ میرا خیال ہے تم ان سے ملنے اپنے بابا کے دفتر ہی چلی جانا۔۔" جی بی جی۔۔ میرا بھی یہ ہی خیال تھا یا ان کو گھر ہی بلا لوں مل بیٹھ کے بات ہو جائے گی۔۔۔" اس نے اپنا خیال پیش کیا۔۔ "بیٹی جیسے تم مناسب سمجھو۔۔ وہ ہلکا سا مسکرائیں تو در شہوار بھی دھیرے سے مسکرا دی اور اس نے ان کی گود میں سر رکھ دیا۔ وہ محبت سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگیں۔۔۔

"سبرین بیٹا، کیا ہوا؟؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو بچے؟؟" ماں نے جب اپنی فرنیچر دار بیٹی کو ادا اس دیکھا تو فکر مند ہو گئیں۔۔ "ارے نہیں اماں۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ دیکھیں آپ کو اپنی سبرین پریشان لگ رہی ہے کیا؟؟" اس نے مسکراتے ہوئے ماں کے گلے میں بازو ڈال دیے۔ "خوش رہا کرو بیٹی۔۔۔" ماں جی بھی مسکرا دیں۔۔۔۔۔۔ سبرین کی فکر مندی کی وجہ فقط در شہوار ہی تو تھی۔۔ وہ سوچا کرتی کیسے اس لڑکی کو اللہ کی بات سنائی جائے۔۔ لیکن





یہاں رہنا عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔۔ اور بیٹا ہم دو عورتوں کے لیے کوئی مناسب سا گھر بہتر رہے گا۔ اتنا بڑا گھر ہم دونوں کے لیے ضرورت سے زائد ہے۔۔۔ بی جی نے تفصیل سے آگاہ کر دیا۔۔ تسنیم رضوی نے در شہوار کی جانب دیکھا۔۔ "جی انکل۔۔ بی جی بالکل درست کہہ رہی ہیں۔ آپ ہمارے لیے کوئی مناسب سا گھر کا بندوبست کر دیں۔ بابا کے بعد آپ ہی ہمارا سب کچھ ہیں۔" بابا کا ذکر کرتے پھر اس کی آواز بھر ائی۔۔ "ارے تم میری اپنی بیٹی ہو۔۔۔ جہاں میری بیٹی ہے وہاں تم ہو۔ تم ماشاء اللہ سمجھا رہی ہو۔۔ تمہیں مناسب لگا جبھی تم نے مجھ ناچیز کو اس قابل سمجھا۔ آپ دونوں بے فکر ہو جاؤ میں کل ہی کوئی گھر دیکھتا ہوں۔۔" تسنیم صاحب نے گویا فکر ختم کر دی تھی۔ "انکل آپ کا بہت شکریہ۔" وہ مسکرا دی۔۔ "شکریہ کی کیا بات بچے۔۔ بیٹی ہو تم میری۔۔۔ اب اپنے انکل کو کوئی چائے پانی نہیں دو گی؟؟؟" انہوں نے شرارتی سے انداز میں کہا۔۔۔ "ابھی لائی انکل۔۔" وہ تیزی سے کیچن کی جانب بڑھ گئی۔۔ سالانہ امتحانات کے بعد دو ہفتے کی چھٹیاں تھیں اور در شہوار چاہ رہی تھی کہ ان دنوں میں وہ نئے گھر میں شفٹ ہو جائے۔ اس کے بابا کی دو بڑی ملز تھیں۔ روپے پیسے کی اسے کوئی کمی نہ تھی۔ کمی تھی تو بس اپنے بابا کی۔۔ وہ سوچتی اگر بابا زندہ ہوتے تو اس گھر کو بیچنے کا وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ مگر اب یہاں رہنا اس کے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ تھا۔۔

"در شہوار بیٹی۔۔ ناشتہ تیار ہے۔۔ جلدی سے نیچے آ جاؤ۔۔" بی جی نے کیچن میں سے آواز دی۔ "آئی بی جی۔۔ وہ سیڑھیاں ہی اتر رہی تھی۔" بیٹی۔۔ میں سوچ رہی تھی کہ اگر تسنیم صاحب کی بیٹی زرافشاں بھی ہماری مدد کے لیے آجائے کہ گھر کی شفٹنگ کافی مشکل کام محسوس ہو رہا ہے۔ ہم بیس سال سے اسی گھر میں رہ رہے ہیں۔ پہلی بار یوں شفٹ ہونا بظاہر کافی دشوار لگ رہا ہے۔۔۔۔۔۔ "بی جی کے کہنے پہ در شہوار کو یاد آیا۔۔۔ "جی ہاں بی جی بات تو آپ کی درست ہے اور میری ذرافشاں سے بہت عرصے سے ملاقات بھی نہیں ہوئی۔ اس سے میری کافی دوستی بھی ہے لیکن اب یوں کیسے کہا جائے کہ وہ ہماری شفٹنگ میں مدد کرنے کے لیے آئے۔۔ یہ خود غرضی نہیں ہوگی؟؟"۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی بی جی کچھ کہ بھی نہ پائیں تھیں کہ اتنی دیر میں فون کی گھنٹی بجی۔۔ در شہوار ہی فون اٹھانے کو گئی۔۔ "السلام علیکم بیٹی۔۔ کیا حال ہے؟" دوسری طرف تسنیم رضوی تھے۔ "وعلیکم السلام انکل۔ میں ٹھیک ہوں۔ آپ سنائیے؟؟" اس نے پوچھا۔ "بیٹی الحمد للہ۔۔ میں نے اس وقت اسلئے فون کیا ہے کہ میں نے ایک گھر دیکھ لیا ہے۔۔ مجھے تو مناسب لگا ہے۔۔ تم بھی ذرا دیکھ لو کہ دل کو تسلی ہو جائے۔۔" تسنیم صاحب نے جب کہا تو در شہوار مروت سے بولی۔۔ "انکل۔۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔۔ آپ کی پسند میری پسند ہے۔۔ بس اب ہم شفٹنگ کی تیاری کرتے ہیں کیونکہ چار دن بعد تو میرا کالج بھی کھل رہا ہے۔۔" "بچے میں





کہا۔۔۔ "اچھا جناب۔۔۔ بابا بتا رہے تھے تم شفٹنگ کر رہی ہو۔۔۔ خیریت ہے؟؟" "زر افشاں نے پوچھا۔۔۔" ہاں بس میرا دل نہیں لگتا یہاں اب۔۔۔" اس کا لہجہ دھیمہ ہو گیا اور آنکھوں سے یکدم ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔۔۔ "ارے ڈیئر۔۔۔ رو نہیں پلیز۔۔۔ تمہیں روتا دیکھ کے میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔۔۔ میں سمجھ سکتی ہوں۔۔۔" وہ اس کے پاس آ کے بیٹھ گئی۔۔۔ "اچھا چلو میرا خیال ہے پہلے کچھ کھا لیتے ہیں پھر کام شروع کرتے ہیں تمہیں تو معلوم ہے مجھے کتنی بھوک لگتی ہے۔۔۔" اس نے در شہوار کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے کہا تو وہ مسکرا دی۔۔۔ زرافشاں کو بھی وہ بچپن سے جانتی تھی لیکن بابا کی وفات کے بعد وہ بہت حد تک سنجیدہ ہو گئی تھی۔ اس کا کسی کے ساتھ بھی کوئی خاص رابطہ نہیں رہا تھا۔ عبر و اور میشال سے بھی شاز و نادر ہی بات ہوتی تھی۔۔۔ اب جب گھر شفٹنگ کرنی تھی تو زرافشاں یاد آئی تھی لیکن اس کا اخلاق بالکل باپ جیسا تھا۔۔۔ کبھی کبھی در شہوار کو ایک وہم ہوتا۔ اسے یوں محسوس ہوتا جیسے زرافشاں کی ہنسی اور بات کرنے کا انداز سبرین سے ملتا تھا لیکن پھر وہ اس خیال کو جھٹک دیتی۔۔۔

"لو بھی میڈم۔۔۔ آپ کا سامان تیار ہو گیا ہے۔ اب یہ ضروری فرنیچر بابا اور بھائی کا کام ہے۔ ہم نے تو اپنا کام کر دیا۔"

چار گھنٹے کی محنت کے بعد زرافشاں نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ "تمہارا بہت شکریہ۔ تمہاری



دیکھ رہی تھی۔ یہاں ایک ایک کونہ بابا کی یاد دلاتا تھا۔ بیس برس کا عرصہ معمولی نہیں تھا۔ لیکن وہ آنسو پونچھتی کار میں بیٹھ گئی۔۔۔ پہلی بار جب گھر کو دیکھا تو اسے واقعی وہ مختصر لگا۔ دو کمرے، ایک کچن، کمرے کے ساتھ اٹیچ واش روم اور آگے ایک چھوٹا سا ہال تھا۔ مہمانوں کی آمد کے لیے ایک ڈرائنگ روم تھا جس کے ساتھ منسلک بھی ایک واش روم تھا۔ اب یہ گھر اس کے لیے مناسب تھا۔ لیکن کہاں وہ کشادہ گھر، لاونچ، نیچے بیسمینٹ، پھر اوپر الگ۔۔۔ مگر اب اسے یہاں ہی رہنا تھا اور یہ اس کی اپنی مرضی تھی۔۔۔ پہلے سارے سامان کو سیٹ کر کے اپنی جگہ پہ رکھا اور کچن میں بی بی جی کی کھانا بنانے میں مدد کی۔۔۔ وہ کافی حد تک تھک چکی تھی تو آرام کرنے چلی گئی۔۔۔ تھکن سے چور تھی تو جس حالت میں تھی ویسے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔ لیکن اب وہ جتنا بھی تھک جاتی تین گھنٹے سے زیادہ اسے نیند بالکل نہ آتی۔ وہ دو بجے لیٹی تھی اور پونے پانچ بجے اس کی آنکھ بغیر کسی الارم کے کھل گئی۔ وہ اٹھ کر فریش ہوئی اور بی بی جی کے کمرے کی جانب مڑی۔۔۔ وہ عصر ادا کر رہی تھیں۔۔۔ وہ ادھر بیٹھ کے کسی رسالے کی ورق گردانی کرنے لگی۔۔۔۔۔ بی بی جی اتنی دیر میں سلام پھیر چکیں تھیں۔۔۔ "بیٹی۔۔۔ تم اٹھ بھی گئیں۔۔۔ میرا خیال تھا آج تو تم دیر سے ہی جاگو گی۔۔۔" بی بی جی نے اسے دیکھا تو قدرے حیران ہوئیں۔۔۔ "بی جی۔۔۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے مجھے کہاں اتنی نیند آتی ہے اب۔۔۔" "ہمممم۔۔۔ چلو بچے میں چائے بناتی ہوں اپنے بھی سر

میں درد سا ہے۔۔۔ "وہ اٹھتے ہوئے بولیں۔۔۔۔" "میں بنالوں کی بی جی۔ آپ آرام کیجئے۔۔۔" وہ تیزی سے اٹھی جب ان کو کیچن کی جانب جاتے دیکھا۔ "اچھا بیٹی بس ذرا چینی کم رکھنا شوگر کی مریضہ ہوں نا۔" "بی جی نے احتیاطا اسے یاد کرایا۔۔۔" "میں بالکل چینی نہیں ڈالوں گی بی جی آپ اپنی مرضی سے ڈال لیجئے گا۔" "وہ یہ کہتے ہوئے اٹھ گئی۔۔۔۔ کل کالج بھی تو کھل رہا تھا۔ وہ یہ سوچ رہی تھی اور ابھی تو اسے کالج کی بھی تیاری کرنا تھی۔۔۔ وہ ایک وین لگوا چکی تھی جس میں پانچ لڑکیاں اور بھی تھیں۔۔۔۔۔ کالج پہنچتے ہی پہلی ملاقات سبرین سے ہی ہوئی تھی۔۔۔ آج در شہوار کو اس کے نقاب سے وحشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ عہرو آج چھٹی پہ تھی۔ میثال نے مسکراتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا اور حال احوال پوچھتے اس کا ہاتھ تھامے باہر لے گئی۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد میثال بولی۔۔۔ "یار آج میڈم سائرہ نہیں آئیں تو سبرین آج لیکچر پہلے پیریڈ میں ہی دے گی۔۔۔ کیا ہی اچھا ہو آج تم بھی اس کی خوبصورت الفاظ میں تلاوت سنو۔۔۔۔" "نہیں میثال مجھے لائبریری میں کچھ کام ہے تم جاو۔" وہ کتابیں اٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ "ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔۔۔۔۔" میثال نے بھی کندھے اچکائے اور وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "سب کتاب بدل گئے ہیں۔۔۔ کوئی بھی میرا نہیں ہے۔۔۔ کسی کو میری پروا نہیں۔۔۔۔۔" وہ بہت حد تک حساس تو پہلے بھی تھی لیکن بابا کی وفات نے اس کے حساس پن میں مزید اضافہ ہی کیا تھا۔ وہ خود کو تنہا سمجھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔







ہوتے ہیں۔۔۔ بچے وہ رب تو بندے کی توبہ کا منتظر رہتا ہے۔ وہ بہت بڑا غفور و رحیم ہے اور پھر ہمارے گناہوں کی اس کی رحمت کے وسیع سمندر کے آگے کیا حیثیت ہے۔۔۔ ایسی باتیں نہیں کرتے بچے۔۔۔ "بی جی نے اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔" تو کیا بی جی مجھے سبرین بھی معاف کر دے گی نا؟؟؟" اس نے روتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "کیوں نہیں بچے۔۔۔ تم ایک بار اسے کل ملنا تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔۔۔ انہوں نے اسے تسلی دی۔۔۔ اگلے روز کالج پہنچتے ہی اس کی نگائیں سبرین کو ڈھونڈ رہیں تھیں۔۔۔ "السلام علیکم شہری۔۔۔ کیا ہوا؟؟؟ اتنی پریشانی میں کس کو ڈھونڈ رہی ہو؟؟؟" میثال اور عبر نے اسے جب ادھر ادھر دیکھتے اور کچھ تلاش کرتے پایا تو پوچھے بغیر رہ نہ سکیں۔۔۔ "وعلیکم السلام۔۔۔ سبرین کہاں ہے۔۔۔؟؟" اس نے فوراً بتا دیا۔۔۔ دونوں خاموش ہو گئیں۔۔۔ "کیا ہوا؟؟؟ بتاؤ نا سبرین کہاں ہے؟؟؟" در شہوار نے ان کو خاموش دیکھ کے مزید بے صبری سے پوچھا۔۔۔ "شہری۔۔۔ وہ۔۔۔" بولو بھی۔۔۔ کہاں ہے وہ؟؟؟" اس نے پریشانی میں پوچھا۔۔۔ "سبرین میں ڈاکٹرز نے بلڈ کینسر کی تشخیص کی ہے۔۔۔" میثال نے آخر کہہ دیا تھا۔۔۔ "کیا؟؟؟؟؟؟؟؟" در شہوار کو یوں محسوس ہوا وہ چکر آکر گر جائے گی۔۔۔ کیا کبھی انسان ایسے بھی آزمایا جاتا ہے۔۔۔؟؟ وہ آج گھر آکر بہت زیادہ ذہنی اذیت کا شکار تھی۔۔۔ کچھ دیر تک اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔ گھنٹہ بھی نہ گزر پایا تھا کہ اچانک اس کے فون کی گھنٹی



بچی اور اس کی آنکھ کھل گئی۔۔۔

"السلام علیکم۔ کیسی ہو بیٹی؟" فون اٹھاتے ہی معلوم ہوا دوسری طرف تسنیم رضوی تھے۔

"وعلیکم السلام انکل میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ سنائیے؟؟" اس نے پوچھا۔ "بچے میں نے اسلئے فون کیا تھا کہ تمہارے پرانے گھر کے لیے کرایہ دار ملے ہیں اس حوالے سے تم سے بات کرنی ہے لیکن آج شام میں نہیں آسکوں گا۔" اتنا بتا کر تسنیم رضوی خاموش ہو گئے۔۔۔۔۔

"انکل جب آپ کو آسانی ہو آپ آجائیے۔ لیکن یہ بتائیے کہ سب خیریت ہے نا؟؟" اس نے احتیاطاً پوچھا تھا ورنہ تسنیم رضوی نے اپنے لہجے سے کچھ محسوس نہیں ہونے دیا تھا۔ "بچے میری بیٹی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو اسی سلسلے میں میں ہسپتال ہوں۔۔"

انہوں نے اسے بتا دیا تھا۔۔۔۔۔ "کیا ہوا انکل؟؟ وہ ٹھیک ہے نا؟؟" اس کو تشویش ہوئی تھی۔ "بیٹی دعا کرو۔" تسنیم رضوی کا جواب مختصر تھا۔ "انکل آپ کون سے ہسپتال میں ہیں؟؟ میں آجاتی ہوں۔۔" در شہوار نے کہا۔ "بیٹی تم تکلیف نہ کرو۔ ابھی پھر بی جی بھی اکیلی ہوں گی۔۔ بس دعا کر دو۔" تسنیم رضوی کے کہنے پہ وہ مان گئی۔۔ "انکل آپ پریشان نہ ہوں۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" بات ہو چکی تھی۔۔ وہ حیران ہوئی کہ یہ زرافشاں کو کیا ہوا۔ وہ بی جی کے کمرے میں گئی تھی۔ "بی جی۔۔ انکل تسنیم کا فون آیا تھا۔ انہیں کوئی کرایہ دار مل گئے ہیں لیکن وہ آج گھر نہیں آسکیں گے۔" اس نے تفصیل سے

آگاہ کیا۔ "ہاں بیٹی اچھا ہے نہ تمہارے باپ کی یاد رہے گی۔ وہ گھر تو تمہارا ہی ہے نا۔ بیچنے کی بجائے کرایے پہ دے دینا زیادہ مناسب ہے۔" بی جی نے اپنا چشمہ اتار کر صاف کیا۔ "زرافشاں کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں بی جی۔ وہ ہسپتال میں ہے۔" وہ قدرے پریشان تھی۔ "بیٹی اسے کیا ہوا یوں اچانک؟؟" بی جی کو بھی تشویش ہوئی تھی۔ "پتا نہیں۔ انکل کہ رہے تھے دعا کیجئے۔" درشہوار کی پریشانی دیکھ کر بی جی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "ارے بیٹی پریشان نہ ہو۔ موسم بدل رہا ہے نا۔ سب ہی بیمار پڑ رہے ہیں۔ مجھے دیکھو چھینک چھینک کے برا حال ہے۔" اس کو بی جی کی بات درست نظر آئی تو کچھ مطمئن ہو گئی۔ لیکن اب اس کے ذہن میں سبرین تھی اس نے جان بوجھ کر بی جی کو اس کے متعلق نہ بتایا تھا۔ اور اس نے عمرو اور میثال سے تفصیل بھی نہ پوچھی تھی۔ اگلے دو روز سبرین غیر حاضر رہی تھی اور یہ دو دن درشہوار نے جیسے گزارے تھے وہی جانتی تھی۔ لیکن اس نے ایک دن میثال سے پوچھا کہ اس کو کیسے پتا لگا تھا کہ سبرین کو بلڈ کینسر ہے؟؟ تو وہ کہنے لگی۔ "مجھے شانزے نے بتایا تھا اور اس کو ہادیہ نے کیونکہ ہادیہ کی سبرین سے بات ہوئی تھی۔" درشہوار نے مزید سوالات کرنا مناسب نہ سمجھا اور ہادیہ کے پاس چلی گئی۔ "ہادیہ۔۔۔ اس نے کلاس میں جا کر آواز دی۔" جی السلام علیکم۔ کیا ہوا درشہوار؟؟" اس کو دیکھتے اور یوں پکارتے ہوئے ہادیہ نے دیکھا تو اٹھ کے پاس آ گئی۔ "وعلیکم السلام۔۔"

سبرین سے بات ہوئی تمہاری؟" اس نے بے قراری سے پوچھا۔ "ہاں ہوئی تھی۔۔ مگر کیا ہوا خیریت ہے تم کیوں اتنا گھبرار ہو؟؟" ہادیہ نے کہا۔ "وہ ٹھیک ہے نا؟؟؟ میں نے سنا کہ اسے بلڈ کینسر ہے۔۔" اس کی آواز بھر اسی گئی۔۔ "ارے کس نے کہا ہے اسے بلڈ کینسر ہے؟؟؟" ہادیہ شدید حیران تھی۔۔ "مجھے میٹال نے بتایا اور اسے شانزے نے۔۔" در شہوار نے بتایا۔۔ "میں نے شانزے سے نہیں نوال سے ذکر کیا تھا کہ ابھی تشخیص نہیں ہوئی لیکن خطرہ ہے۔۔ اور وہاں شانزے بھی موجود تھی۔ میں اس کی غیبت نہیں کرنا چاہ رہی لیکن اس نے یہ بات درست انداز میں نہیں پہنچائی شاید اس نے بات صحیح سنی ہی نہ تھی۔۔۔ یوں یہ غلط بات تم تک پہنچی ہے۔۔ بس اس کے لیے دعا کرو کہ ایسا کچھ نہ ہو۔" ہادیہ کی باتوں نے اسے تقویت بھی بخشی تھی اور وہ وہاں سے مڑی اور میٹال اور عبور کو بتایا وہ بھی تھوڑا خوش ہوئیں لیکن تشویش اپنی جگہ تھی۔۔۔۔۔ آج در شہوار گھر آئی تو پہلی بار زندگی میں دو رکعت صلاۃ الحاجت بعد از ظہر ادا کیے اور رو کر سبرین کی زندگی رب سے مانگتی رہی۔۔ آج تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی تھی یا یہ آنسو وہ قرض تھے جواب در شہوار ادا کر رہی تھی۔۔ کل کوئی اس کے لیے تڑپا تھا آج وہ اس کے لیے تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔ "اے میرے مولا۔۔ میری ہر خطا تیرے سامنے ہے۔ تو مجھے اتنے سالوں سے مہلت دے رہا تھا۔ اب کے میں توبہ کر چکی ہوں۔ اے میرے ہادی۔۔ تو نے مجھے سیدھی راہ دیکھائی

ہے۔۔ ذریعہ سبرین کو بنایا ہے۔۔۔ اب ایک عرصہ تک جو نفرت اور تکلیف میں اس کو دیتی رہی اور وہ سہتی رہی۔۔۔ میں اس سے معافی مانگنا چاہتی ہوں یا اللہ۔۔۔ میں بہت گناہگار ہوں۔۔۔ اللہ۔۔۔ لیکن اگر میری کوئی نیکی ایسی ہے جو تیرے پاس موجود ہے تو اسی کا واسطہ دے کر تجھ سے سبرین کی زندگی کا سوال کرتی ہوں۔۔۔ اسے بچالے۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ اسے بچالے۔۔۔ "وہ روتی ہوئی دعا کے آخری الفاظ کو دہرا رہی تھی۔۔۔" الحمد للہ تسنیم صاحب۔۔۔ ہمیں جو خدشہ تھا وہ غلط ثابت ہوا۔۔۔ یہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ بس تھوڑا احتیاط کریں۔۔۔ یہ دوا لکھ کے دے رہا ہوں یہ استعمال کریں اور دو ہفتے بعد پھر آجائیے۔۔۔ "ڈاکٹر نے رپورٹس دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔" یا اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔" تسنیم صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔ "بیٹی۔۔۔ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں یا میرے ساتھ چلو گی؟؟" کافی دن سے زرافشاں سے بھی نہیں ملی نہ۔۔۔ وہ بھی تقاضا کر رہی تھی۔۔۔ "ڈاکٹر کے کمرے سے نکلتے ہوئے تسنیم صاحب کہنے لگے۔۔۔" نہیں بابا۔۔۔ ابھی میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔۔۔ اماں بھی پریشان ہوں گی۔۔۔ آپ مجھے گھر ہی چھوڑ دیں۔۔۔" اس نے بامشکل چلتے ہوئے کہا۔۔۔ "اچھا بیٹی۔۔۔ جیسے تمہاری مرضی ہے۔۔۔ لیکن کسی شے کی ضرورت ہو تو مجھے کہہ دینا۔" تسنیم صاحب راضی ہو گئے۔۔۔ "جی بابا۔۔۔ آپ سے ہی کہوں گی نہ۔۔۔" وہ مسکراتی ہوئی کار میں بیٹھ گئی۔۔۔ دعائیں قبولیت کے مقام کو چھو رہی تھیں۔۔۔ "بی جی السلام



اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔۔۔ "الحمد للہ۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ اللہ پاک تمہیں چن لیں۔۔۔" بی بی کو اس کے یوں بدلنے پہ مسرت ہوئی۔۔۔ "ہادیہ۔۔۔ السلام علیکم۔۔۔ کیا حال ہے۔۔۔؟" در شہوار نے کالج میں اسے کچھ پڑھتے دیکھا تو پوچھا۔۔۔ آج دوپٹہ گلے کی بجائے اس نے سر پہ لے رکھا تھا۔ لمبے حسین بالوں کو بھی باندھ رکھا تھا۔ باقی حلیہ وہ ہی تھا۔ لمبی قمیص کے ساتھ پاجامہ۔۔۔ ہلکے سبز رنگ میں ملبوس تھی۔ وہی کاجل لگئی آنکھیں اور جھکی نظریں۔۔۔ "وعلیکم السلام۔ الحمد للہ۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ اس کا حلیہ دیکھ کر مسکرائی لیکن اسے طنز کرنے کی عادت نہ تھی۔۔۔ "سبرین سے بات ہوئی تمہاری؟؟" در شہوار نے فوراً پوچھا۔ "نہیں۔۔۔ میری بات نہیں ہو سکی۔۔۔ وہ ہسپتال تھی۔۔۔ آج اس کی خیریت دریافت کروں گی۔۔۔" ہادیہ نے کہا۔۔۔ "اچھا۔۔۔ اگر تم مجھے اس کا نمبر دے دو تو بڑی مہربانی ہو گی۔۔۔" وہ پہلے والی در شہوار لگ ہی نہ رہی تھی۔ کچھ سبرین کا اخلاق، کچھ باپ کی اچانک موت، اپنوں کی بے رخی، حساس پن، اور پھر ایک آیت نے اسے بہت حد تک بدل دیا تھا۔ خاصا باپ کی اچانک وفات نے جہاں اس کے حساس پن میں اضافہ کیا تھا وہاں اسے نرم اور خاموش بھی زیادہ کر دیا تھا۔ اب نفرتیں پہلے والی نہیں رہیں تھیں۔۔۔ پھر سبرین کی محبت اور اخلاق نے اسے مزید پیسجا دیا تھا۔ اور آیت نے مزید دل کی دنیا کو آباد کیا اور ہچکچاہٹ آنسوؤں سے دور ہوتی گئی۔۔۔ اب یہ سب الہادی کا فضل و کرم







چکر لگاؤں گا ان شاء اللہ۔۔۔" انہوں نے جواب دیا۔۔۔ اب بات ختم ہو جانے کے بعد وہ عجیب سی حالت کا شکار تھی۔ اس نے سوچا کہ سبرین کو کال تو بعد میں کروں گی پہلے یہ معہ تو حل ہو جائے۔۔۔ شام کو تسنیم رضوی صاحب گھر موجود تھے۔ بی جی اور وہ بھی ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھیں۔۔۔ "بیٹی۔۔۔ میں نے کرایے دار دیکھے ہیں۔۔۔ مناسب کرایہ دے رہے ہیں۔۔۔ تمہاری کیا رائے ہے؟؟" تسنیم صاحب نے بات شروع کی۔۔۔ "انکل آپ جو مناسب سمجھیں۔۔۔ میری وہی رائے ہے۔۔۔" وہ اتنا کہ کر خاموش ہو گئی۔۔۔ کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔۔۔ پھر در شہوار کہنے لگی۔۔۔ "انکل آپ اس دن ہسپتال میں تھے اور آپ نے بتایا تھا کہ آپ کی بیٹی کی طبیعت خراب ہے۔ لیکن میں نے زرافشاں سے حال احوال پوچھا لیکن وہ تو کہہ رہی تھی وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔" اس کے لہجے میں صاف گوئی تھی۔۔۔ "بیٹی تم سے کس نے کہا کہ زرافشاں بیمار تھی؟" وہ پوچھنے لگے۔۔۔ "انکل لیکن آپ کی تو ایک ہی بیٹی زرافشاں ہے نا۔ اگر وہ بیمار نہیں تھی تو کون بیمار تھا؟؟" در شہوار کے لہجے میں حیرت تھی۔۔۔ "میری ایک اور بیٹی بھی ہے جو میری پہلی بیوی سے ہے۔ کچھ وجوہات کی بنا پر ہماری علحیدگی ہو گئی تھی۔۔۔ تم اس وقت چار سال کی تھیں۔۔۔ تمہارے والد اور بی جی کو یہ بات معلوم تھی۔۔۔" تسنیم صاحب نے تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ در شہوار کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہے۔۔۔ اسے یہ سب ایک ناقابل



یقین سی بات لگ رہی تھی۔۔۔ وہ کہنے لگی۔۔۔ "مگر انکل آپ سب نے مجھ سے یہ سب کیوں پوشیدہ رکھا؟؟ مجھے بابا نے بھی کبھی نہیں بتایا تھا۔۔۔" بیٹی بس یہ تمہیں اسلئے نہیں بتایا کہ تم ناجانے کیا اثر لو اور جو تمہارے نزدیک میری اہمیت ہے وہ ختم نہ ہو جائے۔۔۔ لیکن میں مجبور تھا بہت۔۔۔ تمہارے بابا نے کہا تھا کہ تمہیں ہر گز یہ بات نہ بتائی جائے۔۔۔" تسنیم صاحب نے بتایا۔۔۔ "انکل کہاں ہے آپ کی بیٹی؟؟ وہ آپ کے پاس کیوں نہیں رہتی؟؟" در شہوار کے ذہن میں بہت سے سوالات تھے۔۔۔ "دراصل اس وقت میری پہلی بیوی نے مجھ پہ مقدمہ کر دیا تھا اور میری لخت جگر کو مجھ سے زبردستی لے لیا گیا تھا۔۔۔ میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا مگر مجبور تھا۔ عدالت نے اس کی ماں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔۔۔ اور وہ روتی ہوئی مڑ مڑ کر مجھے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اور پاپا پاپا بلا رہی تھی۔۔۔ میں بھی اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا تھا۔ مگر اسکی ماں اور اسکے ماموں اسے زبردستی لے گئے۔ وہ ہر گز نہ جانا چاہتی تھی۔ عدالت کے فیصلے کے مطابق وہ سات سال تک اپنی ماں کے پاس ہی رہے گی اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ ماں کے ساتھ رہے یا میرے پاس آجائے۔۔۔ بیٹی یہ دن نہیں تھے سالوں کی بات تھی۔۔۔ میں اس کے بغیر ایک لمحہ نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔ پھر ایک دن تمہارے بابا کے مشورے پہ میں نے دوسری شادی کی اور وہ عورت ہی زرافشاں، محمد عثمان اور عبدالحادی کی ماں ہے۔۔۔ بیٹا میں تمہارے والد کے کہے کا پاس رکھے ہوئے تھا مگر اب مجھے

تمہیں بتانا پڑ رہا ہے۔۔۔ وہ اتنا کہ کر خاموش ہو گئے۔۔۔  
 مگر در شہوار کو یہ سب ایک ڈرامہ لگ رہا تھا کہنے لگی۔۔۔ "انکل مجھے آپ کی بیٹی سے ملنا ہے۔۔۔" وہ راضی ہو گئے۔۔۔ "ٹھیک ہے تم کل چلنا میرے ساتھ۔ میں تمہیں وہاں چھوڑ آؤں گا۔۔۔ در شہوار بہت حیرت زدہ تھی اور سوچ رہی تھی کہ کیا ایسے بھی ہوتا ہے؟؟  
 ہفتے کی شام ہو چکی تھی۔ در شہوار نے سوچا کہ وہ کل ضرور انکل کی بیٹی سے ملے گی اور اس پہ بیٹے حالات اچھے سے معلوم ہو سکیں گے۔۔۔ اس نے انکل کو منع کر دیا کہ وہ خود چلی جائے گی بس اسے راستہ سمجھا دیں۔ اتوار کے شام چار بجے در شہوار اس کے گھر کے باہر موجود تھی۔ ملازمہ نے ڈرائنگ روم میں بیٹھایا اور اندر چلی گئی۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ وہ لڑکی اندر داخل ہوئی۔۔۔ "السلام علیکم۔۔۔ وہ دوسری طرف رخ کیے بیٹھی تھی۔۔۔ در شہوار تیزی سے اٹھی اور اگلے ہی لمحے اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔۔۔ ااا آپ۔۔۔ مم۔۔۔  
 میرا۔۔۔ مطلب۔۔۔ تم۔۔۔ سامنے سبرین کھڑی تھی۔۔۔ اور در شہوار۔۔۔ تم۔۔۔ یہاں کیسے؟؟ دونوں حیرت زدہ تھیں۔۔۔ "بیٹھو یا۔۔۔ تو بابا تم سے ملوانا چاہ رہے تھے۔۔۔"  
 در شہوار کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔ سبرین تو کیا تم انکل تسنیم کی بیٹی ہو؟؟؟" اس نے حیران و پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "ہاں میں ہی ان کی بیٹی ہوں۔۔۔" اس نے جواب دیا۔۔۔ "مگر یہ سب کیسے ہوا؟؟ اور اب تم انکل کے ساتھ کیوں نہیں رہتی؟؟ کیا تم اکیلی



رہتی ہو یہاں؟؟؟" وہ سوال پہ سوال کیے جا رہی تھی۔۔۔ "در شہوار جو اللہ چاہتا ہے نہ وہ ہو جاتا ہے۔ ساری دنیا مل کر بھی اسے روک نہیں سکتی۔ وہ جو ارادہ کر لیتا ہے وہ کر دیتا ہے۔ اور اس کا ہر کام حکمت بھرا ہوتا ہے۔ ہم اس کی رضا میں راضی ہیں۔۔۔" سبرین اتنا کہ کر خاموش ہو گئی۔۔۔ شاید اس کو وجہ معلوم ہی نہ تھی یا اسے بتایا ہی نہ گیا تھا۔ "اور تم اکیلی رہتی ہو کیا؟؟؟" "در شہوار نے دوبارہ پوچھا۔۔۔" نہیں۔ امی بھی میرے ساتھ ہی رہتی ہیں۔ میرے ایک ماموں ہیں اور پچھلے سال نانا کی وفات ہو گئی۔۔۔ ماموں کی پوسٹنگ گوجرانوالہ ہو گئی ہے تو وہ اپنی فیملی کے ساتھ چلے گئے۔ اب یہاں صرف میں اور میری امی ہی رہتے ہیں۔۔۔" اس نے تفصیل سے بتایا۔۔۔ "اور تمہاری نانی؟؟؟" در شہوار کہنے لگی۔۔۔ "ان کی وفات تو بہت سال پہلے ہو گئی تھی جب ابھی میں چند ماہ کی تھی۔۔۔" اوو او اچھا۔۔۔ اور تم بابا کے ساتھ کیوں نہیں رہی؟؟؟" در شہوار نے پھر ایک سوال داغا۔۔۔ "دراصل میرے بچپن میں مجھے زبردستی بابا سے دور کر لیا گیا تھا۔ جبکہ میں ان کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ لیکن جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی میرے لاشعور میں یہ بات بیٹھتی گئی کہ میری ماں کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ میرا ان کے سوا کون ہے میں ان کو چھوڑ کر ہر گز نہیں جاؤں گی۔۔۔ لیکن شہری میرے دل میں جو فطرتا بابا کی محبت تھی وہ کبھی کم نہ ہو سکی۔۔۔ میں ان سے ملنے جاتی رہی اور مجھے کوئی روکتا بھی نہ تھا۔۔۔ پہلے بابا اکیلے رہتے تھے پھر انہوں نے دوسری شادی کر لی تو میرا ان



قبولیت کی حدوں کو چھو رہی تھیں۔۔۔  
 در شہوار کے دل کا بوجھ جب کچھ کم ہوا تو پوچھنے لگی۔۔۔ "ارے میں تو بھول گئی تمہاری امی  
 کہاں ہیں؟؟ سبرین نے جواب دیا۔۔۔ "مماندر ہیں۔۔۔ آج ان کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں  
 ہے۔۔۔۔۔ شاید سوچکی ہوں۔۔۔" اوو اچھا۔۔۔ اللہ پاک صحت کاملہ عطا فرمائے۔۔۔  
 آمین۔۔۔ در شہوار نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔۔۔ "تم بیٹھو۔۔۔ میں ابھی آئی۔۔۔ سبرین  
 تیزی سے ڈرائنگ روم سے نکل گئی۔۔۔ باتوں میں وہ بھول ہی گئی تھی کہ اس نے در شہوار کو  
 چائے تک کا نہیں پوچھا۔۔۔ اس روز ان دونوں نے ڈھیروں باتیں کیں۔۔۔ در شہوار نے  
 سبرین سے اس کے حفظ کے متعلق بھی پوچھا تو اس نے بتایا۔۔۔ "میں جب پرائمری پاس کر  
 چکی تھی تو ماما کی خواہش تھی کہ میری بیٹی حافظہ قرآن ہو تو میں نے تین سال ایک جامعہ  
 میں پڑھای چھوڑ کر قرآن حفظ کیا۔۔۔" در شہوار کے دل میں بھی خواہش ابھری کہنے  
 لگی۔۔۔ "تم تو پھر جہاں سے دل چاہتا ہو گا قرآن پڑھ سکتی ہو چلتے پھرتے بھی پڑھتی رہتی ہو  
 گی۔۔۔" "ہاں بالکل۔ الحمد للہ۔۔۔" سبرین مسکرائی۔۔۔ "کیا میں حفظ کر سکتی ہوں اب؟؟؟"  
 در شہوار نے پوچھا۔۔۔ "ہاں کیوں نہیں۔۔۔ ضرور کر سکتی ہو۔۔۔ ابھی ہمارے بے ایس کے  
 فائنل پیپرز ہیں اس کے بعد تمہارا کیا ارادہ ہے؟؟؟" سبرین کے سوال پہ در شہوار کچھ دیر  
 خاموش رہی پھر کہنے لگی۔۔۔ "میں بھی حفظ کروں گی اور تفسیر بھی پڑھوں گی تاکہ میں بھی

تمہاری طرح لیکچر دے سکوں۔ اللہ کی بات پہنچا سکوں۔۔۔ "سبرین اس کا جذبہ دیکھ کر خوش تھی۔۔۔ آج کا دن در شہوار کی زندگی کا بہترین دن تھا۔ وہ خوش خوش گھر لوٹی اور بی جی کو سارا قصہ سنایا۔۔۔ بی جی کو بھی اس کے حفظ کے ارادے کا جان کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔ فائنل پیپرز ہو چکے تھے۔۔۔ در شہوار نے ایک جامعہ میں داخلہ لے لیا۔ وقت پر لگا کر اڑتا گیا۔۔۔ وہ صرف ڈیڑھ سال میں حافظہ قرآن بن چکی تھی۔۔۔ سبرین کے ساتھ اس کا اب بھی رابطہ تھا۔۔۔ ایک روز وہ کمرے میں بیٹھی تلاوت کرنے میں مشغول تھی کہ دروازے کی گھنٹی بجی۔۔۔ بی جی نے دروازہ کھولا تو سامنے تسنیم رضوی اور ساتھ ان کی بیوی اور بیٹی بھی موجود تھیں۔۔۔ بی جی انہیں ایسے دیکھ کر تھوڑا حیران بھی ہوئیں اور خوش بھی۔۔۔ انہیں اندر بلایا اور ڈرائنگ روم میں بیٹھایا۔۔۔ "السلام علیکم بی جی۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟؟" اور در شہوار کہاں ہے؟؟ "زر افشاں نے فوراً پوچھا۔۔۔ "وعلیکم السلام۔۔۔ بیٹی میں الحمد للہ ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ اندر اپنے کمرے میں ہے۔ جا کر مل لو۔۔۔" بی جی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ کیسے ہو بیٹا؟؟ اور تم سناؤ بیٹی؟؟ آج کیسے آنا ہوا؟؟ وہ ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئیں۔۔۔ "بی جی ہم سب بفضل تعالیٰ ٹھیک ہیں۔۔۔ بات ہی کچھ ایسی تھی کہ ہمیں آنا پڑا۔" ان کی بیگم نے بات کا آغاز کیا۔۔۔ "کہو بچے۔۔۔ کھل کر بات کرو۔۔۔ میں تمہاری ماں کی طرح ہوں۔۔۔" بی جی نے محبت سے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔۔۔ "دراصل بی جی آپ

تو جانتی ہیں میرا اور افضال طاہر کا بچپن سے کتنا گہرا بھائیوں کے جیسا تعلق رہا ہے۔۔۔ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو یہ بات ان سے ضرور کرتا لیکن مجھے یقین ہے وہ بھی مجھے کبھی انکار نہ کرتے۔۔۔ مجھے در شہوار اپنی دونوں بیٹیوں کی جیسی پیاری ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ ہماری بیٹی ہی بن جائے؟؟" تسنیم صاحب کے لہجے میں امید تھی۔۔۔ "بیٹا وہ تمہاری بیٹی کی سی ہے۔۔۔"

لیکن میں تمہاری بات کو سمجھ نہیں سکی۔۔۔ "بی جی کا دھیان اس طرف نہ گیا تھا۔" دراصل ہم چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے عبدالحادی کے لیے در شہوار کو بیٹی بنالیں۔۔۔ "بیگم نے بات کو واضح کرتے ہوئے کہا۔۔۔" کیا واقعی؟؟؟ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ بی جی حیران تھیں۔۔۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا۔ کہنے لگیں۔۔۔ "بیٹا یہ بات سچ ہے کہ در شہوار میرے ہاتھوں ہی جوان ہوئی ہے۔ میں نے اسے اپنی سگی بیٹی کی طرح ہی سمجھا ہے اور وہ مجھے بہت پیاری ہے۔ لیکن میں اس سے بات کیسے بنا تو ہاں نہیں کر سکتی۔۔۔" ارے بی جی آپ تسلی سے در شہوار سے بات کیجئے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں۔۔۔ جب اس کی مرضی ہوگی تب ہی یہ رشتہ قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ در شہوار کبھی انکار نہیں کرے گی۔۔۔ ماشاء اللہ سے بہت نیک بچی ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا اس کے معیار پہ پورا اترے گا۔ ہمارے گھر میں دو حافظ قرآن ہوں گے تو کتنی برکت ہوگی۔" تسنیم



صاحب کی بیگم بولیں۔۔۔ "کیوں نہیں۔۔۔" بی جی بھی دھیرے سے مسکرا دیں۔۔۔  
 "السلام علیکم در شہوار۔۔۔ زرافشاں نے اس کے کمرے کا دروازہ کھولتے ہی کہا۔۔۔ "وعلیکم السلام۔ ارے زرافشاں۔۔۔ آؤ بھی۔۔۔ آج تم کیسے؟ انکل بھی آئے ہیں۔۔۔؟؟" اس نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "جی جناب آج ممابھی آئی ہیں بس بھائی نہیں آیا۔۔۔" زرافشاں شرارتی انداز سے بولی۔۔۔ "کیا مطلب؟؟ میں کچھ سمجھی نہیں۔۔۔" در شہوار حیران تھی۔۔۔ "تمہیں پتا ہے ہم تمہیں پکا پکا لینے آئے ہیں یہاں سے۔۔۔" وہ بدستور اسے چھیڑ رہی تھی۔۔۔ "کچھ بتاؤ تو سہی۔۔۔ کیا پہلیاں بوجھو رہی ہو۔۔۔" در شہوار نے پھر پوچھا۔۔۔ "یہ تو میں نہیں بتاؤں گی۔۔۔ بی جی تمہیں بتائیں گی۔۔۔" اس کے کہنے پہ در شہوار نے سوچا چلو بی جی سے پتا کر لوں گی۔۔۔ "ارے میں آنٹی سے تو مل لوں نہ۔۔۔ میری چادر کہاں گئی۔۔۔ اس نے الماری کھولتے ہوئے کہا۔۔۔ شکر ہے مل گئی۔۔۔" اس نے اچھی طرح خود کو اوڑھا اور چہرہ چھپاتے ہوئے ڈرائنگ روم میں جانے لگی۔۔۔ جامعہ کے بیانات اور سبرین کے سمجھانے پہ وہ پردے کی اہمیت کو جان چکی تھی اور حفظ ہونے کے بعد سے اب وہ پردے میں ہی باہر جاتی تھی۔۔۔ ان سے مل لینے کے بعد وہ واپس کچھ دیر اپنے کمرے میں زرافشاں کے ساتھ بیٹھی رہی۔۔۔ گھنٹے بعد وہ چلے گئے تو بی جی اس کے کمرے میں آئیں۔۔۔ "بی جی یہ آج سب خیریت ہے نہ؟ آنٹی بھی آئی تھیں۔۔۔" اس نے پوچھا۔۔۔ "ہاں بیٹی سب

خیریت ہے۔۔۔ تسنیم رضوی کا بڑا بیٹا عبد الہادی ہے نہ۔۔۔ ماشاء اللہ سے حافظ قرآن، پڑھا لکھا، نیک اور سمجھدار لڑکا ہے۔۔۔ وہ اس کے لیے تمہارا ہاتھ مانگنے آئے تھے۔۔۔ اور کہ رہے تھے کہ ہمیں در شہوار سے اچھی بہو مل ہی نہیں سکتی۔۔۔ "بی جی نے واضح بات کر دی۔۔۔" آپ نے کیا کہا بی جی؟؟؟ "در شہوار نے فوراً پوچھا۔۔۔" بیٹی میں نے کہا کہ میں تم سے مشورہ کیے بنا تو ہاں نہیں کر سکتی نہ۔۔۔ تمہاری کیا رائے ہے؟؟؟ "ان کے لہجے میں محبت تھی۔۔۔" بی جی لیکن مجھے ابھی دین سیکھنا ہے۔۔۔ میں شادی کیسے کر سکتی ہوں؟؟؟ "در شہوار نے کہا۔۔۔" بیٹی تم دین سیکھتی رہو۔۔۔ وہ کون سا تاریخ لینے آئے تھے۔ مگر میں تمہاری طرف سے ہاں سمجھوں نہ۔۔۔؟؟؟ "بی جی نے پوچھا۔۔۔ در شہوار شرماتے ہوئے اٹھ گئی۔۔۔

اسے سمجھ آ گئی تھی کہ زرافشاں اس کو کیوں چھیڑ رہی تھی۔۔۔ وقت کا پہیہ تیزی سے گھومتا رہا۔ آخر در شہوار عالمہ کے تیسرے سال میں تھی کہ اس کی شادی عبد الہادی سے ہو گئی۔۔۔ وہ ایک نیک اور مخلص نوجوان تھا۔ اس نے شادی کے بعد بیوی کی تعلیم پر کوئی پابندی نہ لگائی تھی۔۔۔ بلکہ وہ تو خود دینی معاملات میں در شہوار کی مدد کرتا تھا۔۔۔ بی جی بھی اس کے ساتھ ہی رہ رہی تھیں۔۔۔ کیونکہ اب در شہوار کی شادی کے بعد ان کا اکیلا رہنا ممکن نہیں تھا۔۔۔ در شہوار بالآخر عالمہ کا کورس کر چکی تھی اور اب ایک یونیورسٹی میں

لیکچر دیتی تھی۔۔ عبدالحادی کا خلوص اور محبت دیکھ کر در شہوار نے اپنی مرضی سے کاروبار میں اپنا پچھتر فیصد جو شئیر تھا وہ اس کے حوالے کر دیا تھا۔۔ محمد عثمان بھی باپ اور بھائی کی کاروبار سنبھالنے میں مدد کرتا تھا جبکہ زرافشاں نے ماسٹرز کے لیے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا تھا۔۔ ان کے گھر کا ماحول بہت خوشگوار تھا اور زندگی بہت ہی پر لطف سی گزر رہی تھی۔۔ در شہوار سوچتی کہ اگر وہ سبرین کے احسانوں کا بدلہ چکانا چاہیے تو نہیں چکا سکتی۔۔ اس کے آنسو اور تہجد میں مانگی گئی دعاؤں نے ایک لاپرواہ لڑکی کو اللہ سے جوڑ دیا تھا۔۔ جب وہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو وسیلہ کچھ بھی بنا دیتا ہے۔۔ آج در شہوار کا بھی طرز وہی تھا۔۔ اس کی کلاس کی بعض لڑکیوں کا آج اس کے ساتھ وہی رویہ ہوتا تھا جو وہ سالوں پہلے سبرین کے ساتھ کر چکی تھی۔۔ مگر وہ سوچتی تھی۔۔ "مجھے در شہوار نہیں سبرین بننا ہے۔۔" ایسے ہی ایک روز وہ اللہ کے ذکر پہ لیکچر دے رہی تھی کہ اس نے یہ آیت تلاوت کی۔۔ "الم یان للذین امنوا ان تحشع قلوبہم لذكر اللہ۔۔۔" تاریخ خود کو دہرا رہی تھی۔۔ اس کی کلاس کی ایک لڑکی خوبصورت بال شانوں پہ پھیلائے، دونوں ہاتھ اپنی سویٹر کی جیبوں میں دیے وہاں سے بیزاری سے گزر گئی۔۔ در شہوار چند سال پیچھے لوٹ چکی تھی۔۔ ایسے ہی لمبے خوبصورت بال پھیلائے اور اپنے دونوں ہاتھ سویٹر کی جیبوں میں دیے بے رخی سے گزر جانا۔۔ وہ تلاوت کے بعد مسکراتی ہوئی پر نم آنکھوں سے اس کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

[www.pakistanipoint.com](http://www.pakistanipoint.com)

پیچھے جانے لگی۔۔۔ وہ پیش آنے والے رویے سے واقف تھی مگر کہیں اندریہ آواز آرہی  
تھی۔۔۔ "زخم پہ زخم کھا کے جی، اپنے لہو کے گھونٹ پی۔۔۔ آہ نہ کر لبوں کو سی، عشق ہے  
دل لگی نہیں۔۔۔"

(ختم شد)



